إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

THE ALFAZL

QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ۲ر

قیمت پیشگی سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ ترسیل زر محض بنام مینجر الفضل ہو

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء) میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۲۰	مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء	سہ شنبہ	مطابق ۹ ربیع الاول ۱۳۴۶ھ	جلد ۱۵

مذہبی تحریروں اور تقریروں کے متعلق قانون کی ضرورت

ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں عرضداشت

بہت سے معززین کی طرف سے حسب ذیل مضمون کی عرضداشت ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجی گئی ہے۔

۱۔ ہم جن کے دستخط ذیل میں درج ہیں۔ مؤدبانہ طور پر حضور کے ذیل معروضات جناب کے ملاحظہ پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ اور امید کرتے ہیں کہ حضور ان پر توجہ فرمائیں گے۔

جیسا کہ جناب کو بخوبی معلوم ہے۔ ہندوستان میں

مذہبی اختلافات کی کثرت کی وجہ سے ملک کا امن خطرناک طور پر خطرہ میں ہے۔ اور اگر فوری اور مؤثر انسدادی عمل میں نہ لائی گئی۔ تو موجودہ حالات کے نتائج نہایت خطرناک ہونگے۔ اور ملک کی سیاسی اور اقتصادی دونوں حالتوں پر بڑا اثر پڑے گا۔ اور حکومت بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکے گی۔

۲۔ ہمارے خیال میں موجودہ حالت کا سبب بڑا

مدینۃ المسیح

جناب حافظ روشن علی صاحب اور مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل ایک سلسلہ ضلع راولپنڈی ایک جلسہ پر تشریف لے گئے ہیں۔

جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم اے نے اپنے صیغہ دعوت و تبلیغ کا چارج لے لیا ہے۔ اور جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نیر ناظر امور خارجہ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

ایک شخص حاکم سنگھ ساکنہ نگر ننگل ضلع امرتسر جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ اسلامی نام عطاء اللہ رکھا گیا۔ مسلمان ہونے پر اس سے کسی کو تشدد ...

سبب یہ ہے کہ مذہبی تصانیف اور تقاریر کے متعلق جو قانون ہے وہ بالکل نا مکمل ہے۔ اور اس میں چند ایک ترمیمیں اشد ضروری ہیں۔

۳۔ جہاں تک ہم نے اس کے متعلق غور کیا ہے مندرجہ ذیل ترمیمیں ضروری معلوم ہوتی ہیں:-

(الف) تعزیرات ہند میں صاف الفاظ میں ایک ایسی دفعہ کا اضافہ ہونا چاہیئے جس کی رو سے ہر وہ شخص جو ارادتاً اپنی کسی تقریر یا تحریر میں یا کسی اور طرح سے گذشتہ انبیاء یا اوتار یا سکھ گورو یا بانیان مذاہب یا مذہبی فرقوں کے بانی یا ان بزرگوں کی جنکو ہز میجسٹی کی رعایا کی کوئی جماعت روحانی مصلح سمجھتی ہو۔ کی ذات پر حملہ کرے یا حملہ کرنے کی کوشش کرے۔ خواہ ایسا حملہ یا ہتک ہز میجسٹی کی رعایا کے دو فریقوں میں نفرت اور عداوت موجب ہو یا نہ ہو۔ قابل تعزیر سمجھا جائے۔ اور صرف ایسی تنقید اس دفعہ کی زد سے باہر ہونی چاہیئے۔ جو کسی مذہب کی تحقیق کے لئے دیانتدارانہ اور معقول رنگ میں کی جائے۔ اور مطلقاً اشتعال انگیز نہ ہو۔

(ب) تصانیف کی ضبطی کے متعلق جو قانون ہے اس میں اتنا اضافہ ہونا چاہیئے۔ کہ اگر ایک تحریر ملک کے کسی صوبہ یا کسی خاص مقام پر ضبط کی جائے تو معاً ملک کے تمام دوسرے حصص میں بھی ضبط تصور کی جانی چاہیئے۔

(ج) یہ ترمیم بھی نہایت ضروری ہے کہ کسی کتاب یا آرٹیکل یا کسی دوسری تحریر کے لکھنے والے پر نہ ہی تو مقدمہ چلایا جائے۔ اور نہ اس کی تصنیف قابل ضبط سمجھی جائے اگر وہ صحیح طور پر کسی دوسری تصنیف کی جو کسی دوسرے مذہب کے ممبر نے شائع کی ہو۔ محض تردید ہو۔ جب تک کہ پہلے کتاب لکھنے والے پر مقدمہ نہ چلایا جائے۔ اور اس کی تصنیف ضبط نہ کی جائے۔ یا کم از کم یہ حقیقت کہ وہ محض ایک تردید و تجربہ ہے ڈیفنس کے لئے درست دلیل تسلیم کی جائے۔ ہمارے نزدیک یہ تجویز زیادہ قابل غور معلوم ہوتی ہے۔ قانونی شکل تجربہ کار قانون دان شخصوں کے ذریعہ دی جانی چاہیئے۔

(د) قانون میں یہ اضافہ بھی ضروری ہے جس کی رو سے کسی نبی یا اوتار یا سکھ گورو۔ یا بانیان مذاہب یا مذہبی فرقوں کے بانی یا روحانی مصلحین کے پیرو ہر اس شخص پر مقدمہ کرنے کے مجاز ہوں۔ جو اس دفعہ کی پہلی شق کے مطابق مجرم ہو۔ بشرطیکہ گورنمنٹ اس پر کوئی کارروائی نہ کرنا چاہے۔ اور یہ مقدمات حسب معمول اس ضلع کی کچہری میں دائر ہوں جس میں کہ ایسا جرم ہوا ہو۔

(ہ) ایسے مجرموں کے لئے بہت سخت سزا قانون میں موجود ہونی چاہیئے۔

۴۔ ہم نے ان باتوں کو صرف اس واسطے پیش کیا ہے "تا ایک ایسا رستہ نظر آسکے۔ جس پر چل کر ہمارے خیال میں ترمیمیں کی جاسکتی ہیں۔ اور اسی لئے ہم نے ان الفاظ کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی۔ جو ہم نے ان تجاویز میں استعمال کئے ہیں۔ اور جو در اصل ماہران قانون کا ہی کام ہے۔ لیکن ہمارا پختہ یقین ہے۔ کہ جب تک قانون میں ان تجاویز کا ماحصل موجود نہ ہوگا۔ ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کا خاتمہ ہو کر ملک میں امن و سکون نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کا شملہ کا پتہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا شملہ میں پتہ کنگزلے (Kingsley) ہے اور ٹیلیفون کا نمبر ۲۵۸۵ ہے۔ احباب کنگزلے کے پتہ پر براہ راست خط و کتابت کریں۔ اور جو دوست بذریعہ ٹیلیفون حضرت سے کسی معاملہ کے متعلق کچھ معلوم کرنا چاہیں۔ وہ حضور سے ٹیلیفون پر بھی دریافت فرما سکتے ہیں۔

خاکسار یوسف علی پرائیویٹ سیکرٹری از شملہ

اگلا پرچہ وی پی ہوگا

۹ ستمبر یا اس کے بعد کا الفضل ان اصحاب کے نام وی پی ہوگا۔ جن کا چندہ الفضل ۱۵ اگست و ۱۵ ستمبر کی درمیانی تاریخوں میں ختم ہوتا ہے۔ یہ تو معلوم ہی ہے کہ جن کا وی پی انکاری آئے گا۔ ان کے نام تا وصول قیمت الفضل نہیں بھیجا جائے گا۔

احباب کو نہ صرف وی پی وصول کر لینے چاہئیں بلکہ یہ فضا جو پیدا ہو رہی ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے توسیع اشاعت الفضل میں کوشش فرمانی چاہیئے۔ جو لوگ سلسلہ میں داخل نہیں۔ ان کے لئے چندہ سات روپے بجائے آٹھ روپے سالانہ کے ہے۔ یہ امر واضح کر دینا چاہیئے کہ جب تک وی پی کا روپیہ وصول نہ ہو اخبار جاری نہیں کیا جاتا۔ یہ ہمارا پرانا اور پختہ دستور العمل ہے۔ البتہ اگر منی آرڈر بھیج دیا جائے۔ یا ایک اطلاعی کارڈ آجائے۔ کہ وی پی وصول کر لیا گیا ہے تو فوراً جاری کر دیتے ہیں۔

ناظم طبع و اشاعت

مسلمانان منصوری کا جلسہ

(تار بنام الفضل)

جناب سید عبدالحی صاحب سیکرٹری مجلس تنظیم منصوری بذریعہ تار مطلع کرتے ہیں ۳ اگست کل رات جامع مسجد منصوری میں مجلس تنظیم کے زیر اہتمام مسلمانوں کے تمام فرقوں کا ایک متحدہ جلسہ زیر صدارت جناب سید نیاز حسن صاحب منعقد ہوا۔ مولانا صدیق حسن صاحب انصاری نے اتحاد بین المسلمین پر وعظ فرمایا۔ نیز مسلمانوں کو نصیحت فرمائی۔ کہ وہ گورنمنٹ کے خلاف کسی پروپاگنڈا میں شامل نہ ہوں۔

سید فضل الرحمٰن صاحب احمدی نے سوراج پر اظہار خیالات کرتے ہوئے فرمایا۔ مسلمانوں کو سوراج کے پیچھے نہیں لگنا چاہیئے۔ بلکہ مسلم سوراج کے حصول کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو کہ باہمی تعاون سے حاصل ہو سکتا ہے۔ مفصلہ ذیل قرارداد نواب سید معراج رسول صاحب رئیس سندیلہ کی طرف سے پیش کی گئی۔ جو کہ متفقہ طور پر پاس ہوئی:-

مسلمانان منصوری برٹش گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ وہ ہمیشہ تاج برطانیہ کے وفادار رہیں گے۔ اور ہمیشہ ملک میں قیام امن کے لئے گورنمنٹ کی مدد کریں گے۔ بعد ازیں سیکرٹری مجلس تنظیم نے چھوت چھات پر تقریر کی۔ اور ثابت کیا کہ جب تک مسلمان اس پر عمل نہ کریں گے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے مسلمانوں سے درخواست کی کہ مسجد میں بیٹھ کر قسم اٹھائیں۔ کہ آئندہ وہ اس مشورہ پر پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہوں گے۔ جملہ حاضرین نے اس اصول پر کاربند ہونے کا اقرار کیا۔

قبول اسلام

مندرجہ ذیل اشخاص نے ۲۸ اگست ۲۷ء کو مسجد احمدیہ بٹالہ میں برضا و رغبت اسلام قبول کیا:-

۱۔ پدم سنگھ ذات جاٹ (جٹ) ساکن ضلع بیرٹھ اسلامی نام ناصر الدین رکھا گیا۔

۲۔ خزانی زوجہ پدم سنگھ مذکور۔ اسلامی نام غلام فاطمہ

۳۔ ورن سنگھ پسر پدم سنگھ مذکور۔ اسلامی نام ظفر الدین رکھا گیا۔

شیخ ناصر الدین تعلیم یافتہ نوجوان ہے۔ خدا کے فضل سے ان کے روزگار کا انتظام ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے۔

خاکسار عبدالرشید سوداگر چرم

پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۲۷ء

جسٹس دلیپ سنگھ کی فتح

ہندو اخبارات جو جسٹس دلیپ سنگھ کی تعریف و توصیف کے پل صرف اس لئے باندھ رہے تھے۔ کہ انہوں نے بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بدزبانی اور بیہودہ سرائی کر کے کروڑ ہا مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈالدینے والے "راجپال" کو بالکل بری کر دیا۔ ہائی کورٹ لاہور کے ڈویژن بنچ کے فیصلہ "ورتمان" پر دم بخود ہو گئے تھے۔ کیونکہ عدالت عالیہ کے چیف جسٹس اور ایک اور آنریبل جج نے دفعہ ۱۵۳ الف کی اس تشریح کو قطعاً غلط اور نادرست قرار دیدیا تھا۔ جسے جسٹس دلیپ سنگھ نے راجپال کی رہائی کی بنا قرار دیا تھا۔ لیکن گورنمنٹ ہند کے بانیان مذاہب کی توہین سے متعلق زیادہ واضح اور زیادہ موثر قانون تجویز کرنے کے اعلان کو ہندو اخبارات نے کنور صاحب کی تحسین کرنے کا ایک موقع سمجھکر "جسٹس دلیپ سنگھ کی فتح" اور "جسٹس دلیپ سنگھ کا فیصلہ درست ہے" کے راگ گانے شروع کر دئے ہیں۔ مگر اسے "تحسین ناشناس" سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ گورنمنٹ ہند نے نئے قانون کا اعلان کرنے کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کر دی ہے۔ کہ "بانیان مذاہب کی توہین پر مشتمل تمام تحریرات دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے رو سے قابل مواخذہ ہیں۔ ہاں یہ طریقہ ایسے افعال کو قابل مواخذہ قرار دینے کے لئے ایک ٹیڑھا طریقہ ہے جنہیں خود ہی مورد تعزیر ہونا چاہیئے۔ عام اس سے ان افعال سے مختلف جماعتوں کے درمیان منافرت و مغائرت کے جذبات کو ترقی ہوتی ہے یا نہیں"۔

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ہند بانیان مذاہب کے خلاف توہین آمیز تحریرات کے انسداد کیلئے زیادہ واضح اور صاف قانون بنانا چاہتی ہے۔ نہ یہ کہ اس کے نزدیک تعزیرات ہند میں جسٹس دلیپ سنگھ کے قول کے مطابق کوئی ایسی دفعہ ہی نہیں ہے۔ جو ایسی تحریروں پر عائد ہو سکے۔ گورنمنٹ جسٹس دلیپ سنگھ کے قول کو غلط قرار دیتی ہوئی دفعہ ۱۵۳ الف کو اس بارے میں موثر سمجھتی ہے۔ لیکن اس سے زیادہ واضح قانون بنانا چاہتی ہے۔

ان حالات میں ہندو اخبارات جن دلائل کی بنا پر جسٹس دلیپ سنگھ کی فتح کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ ان کے مضحکہ خیز ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

اخبار ملاپ (۲۷ اگست) کا دعویٰ ہے۔

"آج جبکہ توہین مذاہب کو روکنے کیلئے مسودہ قانون شائع ہو چکا ہے۔ ہر چہار طرف سے جسٹس دلیپ سنگھ کی فتح اور قانون دانی کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ اور آج ان ڈائرکٹ طور پر گورنمنٹ نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ درحقیقت جسٹس دلیپ سنگھ صداقت پر تھے۔ اور ان کا فیصلہ درست تھا"۔

یہ دعویٰ جس منطق پر مبنی ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ جہاشہ "ملاپ" فرماتے ہیں۔

"دونوں باتیں ایک ہی وقت میں حق بجانب اور درست نہیں کہی جا سکتیں۔ یا تو موجودہ قانون ناقص ہے۔ اور ۱۵۳ الف کی رو سے کسی کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ اور نہ ہی کوئی اور دفعہ ایسے ملزموں کو قانونی شکنجہ میں کھینچ سکتی ہے۔ اس لئے نیا قانون بنانا چاہیئے۔ اور اگر یہ بات نہیں۔ اور ایسے ملزموں کو سزا دی جا سکتی ہے۔ تو پھر نئے قانون کی ضرورت نہیں"

آریوں کے دوسرے اخبار تیج (۲۸ اگست) نے یہی دعویٰ اور دلیل پیش کرتے ہوئے گورنمنٹ کی بجائے مسلمانوں اور خاصکر حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کیا ہے۔ اور پنڈت دیانندجی کی سکھائی ہوئی خوش کلامی سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے۔

"آج خلیفۃ المسیح اور دوسرے مسلم لیڈروں کا نیا قانون بنانے کا مطالبہ از خود اس امر کا اعتراف کرتا ہے کہ جسٹس دلیپ سنگھ اور ہائی کورٹ پنجاب کے خلاف انہوں نے جو کچھ خرافات دیکھوائیں کی تھی۔ وہ محض ان کے مذہبی جنون اور پاگل پن کا نتیجہ تھی۔ یقیناً جسٹس دلیپ سنگھ کی اس سے بڑھ کر اور کوئی فتح نہیں ہو سکتی۔ کہ انہوں نے اپنے قلم سے جو فیصلہ لکھ دیا ہے۔ آج اپنے عمل سے اس کے وہ لوگ بھی قائل ہو رہے ہیں۔ جو کل تک اس کی بنا پر ان کے خلاف طرح طرح کے بیہودہ الزامات لگا رہے تھے آج مسلمانوں کی گردنیں شرم کے مارے نیچی ہونی چاہئیں"۔

ہندو اخبارات کو اختیار ہے کہ دل کو خوش کرنے اور کنور دلیپ سنگھ صاحب کی پیٹھ ٹھونکنے کیلئے جس طرح چاہیں ان کی "فتح" اور "قانون دانی" کا اعلان کرتے رہیں۔ لیکن بات یہ ہے جس پر کسی طرح بھی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ کہ جس دن عدالت عالیہ لاہور کے ڈویژن بنچ نے ورتمان کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا تھا۔ اسی دن جسٹس دلیپ سنگھ کی قانون دانی کی ساری حقیقت ظاہر ہو گئی تھی۔ اور پھر جب گورنمنٹ نے زیادہ واضح قانون بنانے کی تجویز کی۔ ان کی قانون دانی میں جو کسر رہ گئی تھی۔ اس دن وہ بھی نکل گئی۔ کیونکہ ڈویژن بنچ کے فیصلہ نے تو یہ ثابت کر دیا۔ کہ دفعہ ۱۵۳ الف کی جو تشریح انہوں نے کر کے راجپال کو بری کیا تھا۔ وہ بالکل غلط تھی۔ اور نئے قانون کی تجویز نے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچا دی۔ کہ ایسے کھلے الفاظ میں توہین بانیان دین کو جرم قرار دینا چاہیئے۔ کہ جسٹس دلیپ سنگھ کے سے جج بھی اُسے بآسانی سمجھ سکیں اور کوئی راجپالوں کو رہا کرنے کی قطعاً جرأت نہ کر سکے۔

اس سے اگر یہ ثابت ہوتا ہے کہ "جسٹس دلیپ سنگھ کی اس سے بڑھکر اور کوئی فتح نہیں"۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہمیں جسٹس دلیپ سنگھ کی شکست سے کوئی خوشی نہیں۔ کہ خواہ مخواہ ان کی فتح کو شکست سے مبدل کریں۔ ہمارا مقصد تو حقیقت کا اظہار ہے۔ اور اگر اس حقیقت کا نام فتح ہے۔ تو ہم بھی اسے فتح ہی کہیں گے۔

اس فتح کی بہت سی تشریح و توضیح کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہم اس خیال سے کہ عدالت عالیہ لاہور نے اپنے فیصلہ سے اور گورنمنٹ ہند نے مسودہ قانون اسمبلی میں پیش کر کے اس کے سمجھنے میں بہت کچھ آسانی پیدا کر دی ہے۔ کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتے۔ بہتر ہو کہ ہندو اخبارات بھی اس کی ضرورت نہ پیدا کریں۔ اور جو کچھ ظہور پذیر ہو رہا ہے اسے چشم عبرت سے دیکھتے جائیں ؂

بائیکاٹ اور اقتصادی تحریک میں فرق

اس میں شک نہیں۔ کہ مسلمانوں کو سب سے پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ نے ہندوؤں کے ہاتھ کی ایسی چیزیں کھانے سے پرہیز کی تلقین فرمائی۔ جو ہندو مسلمانوں کے ہاتھ سے لیکر نہیں کھاتے۔ مگر اسمیں بھی شک نہیں۔ کہ اس تحریک کو قطعاً بائیکاٹ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ جو اشیاء ہندو مسلمانوں سے خرید کر استعمال کرتے ہیں۔ ان کے استعمال کرنے کی مسلمانوں کو ممانعت نہیں کی گئی۔ لیکن حیرت کی بات ہے۔ کہ اس تحریک کو نہ صرف ہندو بار بار بائیکاٹ کہکر شور مچا رہے ہیں۔ بلکہ پنجاب خلافت کمیٹی کے سکرٹری صاحب نے بھی اپنے ایک مضمون میں اسی قسم کا خیال ظاہر کیا۔ چنانچہ لکھا۔

"مجلس خلافت نے کبھی بائیکاٹ کی قرارداد پاس نہیں کی بلکہ اس نے اپنے پلیٹ فارم سے ایسی آواز کو ہمیشہ بند کیا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مجلس خلافت قادیانی جماعت کے ساتھ موجودہ ایجی ٹیشن میں اشتراک عمل نہ کر سکی"۔

لیکن اب جبکہ خود خلافت کمیٹی پنجاب نے یہ ریزولیوشن پاس کر دیا ہے کہ "مسلمان ایسی جماعت کے ہاتھ سے اشیاء لیکر

خورد و نوش کے کام میں نہ لائیں۔ جو خود مسلمانوں کو ذلیل اور ناپاک سمجھکر ان سے پرہیز کرتی ہے۔" (انقلاب ۲۸ راگست ۱۹۲۷ء)

اور اسے ہندو اخبارات بائیکاٹ کی تحریک قرار دیتے ہوئے یہہ لکھ رہے ہیں کہ "پنجاب کے خلافتیوں نے بھی ہندوؤں کے بائیکاٹ کی تحریک پاس کر دی"۔ (بندے ماترم ۲۵ راگست) تو خلافت کمیٹی کو بائیکاٹ اور اس تحریک میں امتیاز کرنے کا اچھا موقع ہم پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ خلافت کمیٹی کا یہ زور حامی اخبار انقلاب (۲۸ راگست) ہندو اخبارات کو مخاطب کرکے لکھتا ہے۔

"حقیقۃً یہ صریح جھوٹ اور محض افترا ہے۔ اقتصادی اور معاشرتی امور میں مسلمانوں کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی دعوت قطعاً کوئی گناہ نہیں مسلمانوں کے ساتھ ذلیل سلوک کرنے اور انہیں ناپاک سمجھنے کی ذمہ داری اگر ہندوؤں پر عائد ہوتی ہے۔ تو اس کے لئے مسلمانوں پر کیونکر الزام عائد کیا جا سکتا ہے پس اگر مسلمانوں سے یہہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ اس قماش اور اس طبیعت کے لوگوں سے خورد و نوش کی چیزیں نہ خریدیں۔ تو اسمیں برائی کیا ہے"۔

بالکل یہی الفاظ اس تحریک کے متعلق کہے جا سکتے ہیں جس کی ابتدا حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمائی۔ اور جسے اب اپنے لائحہ عمل میں خلافت کمیٹی پنجاب نے بھی شامل کر لیا ہے اب تو خلافت کمیٹی کو جماعت احمدیہ کے ساتھ اشتراک عمل میں کوئی روک نہیں ہونی چاہیئے۔

ہندوؤں کی موقعہ شناسی

جہاں ہندوؤں کی موقعہ شناسی ابن الوقتی تک پہنچی ہوئی ہے۔ وہاں مسلمانوں کی کوتہ اندیشی حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ ابھی چند دن ہوئے جب سرحدی علاقہ سے ہندوؤں کے چلے آنے کی اطلاعیں پنجاب میں پہنچیں۔ تو ہندو اخبارات نے کوئی ناپاک سے ناپاک لفظ ایسا نہ چھوڑا جو سرحدی پٹھانوں کے متعلق استعمال نہ کیا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ گورنمنٹ سے مطالبہ کیا گیا کہ آزاد سرحدی علاقہ کو بزور فتح کرکے ہندوستان میں ملا لیا جائے۔ چنانچہ ملاپ ۲۸ رجولائی نے لکھا۔

"گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ جن علاقوں سے ہندوؤں کو جلاوطن کیا گیا ہے۔ ان علاقوں پر چڑھائی کرکے ان علاقوں کو انگریزی علاقہ کے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ ہندو لوگ حکومت کی طاقت کے بھروسہ پر وہاں کاروبار کر رہے تھے"۔

لیکن جونہی ہندو اخبارات کو معلوم ہوا۔ کہ وہ پٹھانوں کو برا بھلا کہکر اور گورنمنٹ کو ان کے خلاف اشتعال دلا کر سرحد میں رہنے والے ہندوؤں کے مفاد کو فائدہ نہیں پہنچا رہے۔ بلکہ ان کے لئے مشکلات کا مزید سامان فراہم کر رہے ہیں۔ تو معاً انہوں نے اپنی روش بدل لی۔ اور پٹھانوں کی تعریف و توصیف کے راگ گانے شروع کر دئے۔ چنانچہ وہی "ملاپ" جس کا اقتباس اوپر درج کیا گیا ہے۔ اور جو آزاد سرحد کو مفتوح دیکھے بغیر چین نہیں لینا چاہتا تھا۔ اسی نے ۲۷ راگست کے پرچہ میں لکھا۔

"سرحد پار کے پٹھانوں کی مہمان نوازی ان کی پناہ میں آئے ہوئے لوگوں کیلئے جاں نثاری ضرب المثل رہی ہے۔۔۔ سرحدی صوبہ اور سرحد پار کے خوانین ایسے متعصب نہیں ہیں۔۔۔ وہ ہندوؤں کو اپنا ہم وطن ہمسایہ اور ہمراز سمجھتے تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ معدودے چند ہندو خاندان مسلم آبادیوں کے عین درمیان رہتے تھے۔ اور انہیں کسی قسم کا خوف و خطر محسوس نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ پچھلے دنوں جب سرحدی صوبہ میں ڈاکہ اور قتل کی وارداتیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ سرحد پار کے ہندو کہتے تھے۔ کہ ہم انگریزی علاقہ سے زیادہ امن اور سکھ میں ہیں۔ کسی کی مجال نہیں ہو سکتی تھی۔ کہ ہندوؤں کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔۔۔۔ جو ہندو جلاوطن ہو کر پشاور آتے ہیں۔ اور ان کے جو حالات ہمارے پاس پہنچے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ وہ سرحد پار کے پٹھانوں کی اب بھی تعریف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ وہ اب بھی ہمیں عزت اور محبت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں"۔

ان سطور سے اس تغیر کا باسانی پتہ لگ سکتا ہے جو سرحد پار کے پٹھانوں کے متعلق فوری طور پر ہندوؤں میں پیدا ہوا ہے یہہ ہندوؤں کی موقعہ شناسی کا ایک تازہ ثبوت ہے۔ اس طرح انہوں نے ہندوؤں کے آئندہ مفاد کو بہت کچھ محفوظ کر لیا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں میں موقع شناسی کی بہت کمی ہے۔ جس کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت جب ہندو ان کی تخریب میں لگے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ سے عمدہ تعلقات رکھنے کی ضرورت کو بھی محسوس نہیں کر سکتے۔

ہندوؤں کی دھمکیاں

منظم پراپگنڈا کرنے میں جو کمال ہندوؤں کو حاصل ہے۔ اس کی نظیر کسی دوسری ہندوستانی قوم میں نہیں مل سکتی۔ ان کی چالیں اتنی گہری اور پالیسی ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ اسکو سمجھنا آسان نہیں ہوتا۔ سرحدی ایجی ٹیشن کی اصلیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خواہ مخواہ بے بنیاد شور و شر سے افسران بالا کو تاریں دیکر کئی ایک معزز سرحدیوں کو مبتلائے آلام کروا دیا۔ کئی ایک کی ضمانتیں کروا دیں۔ مگر اسی پر بس نہیں۔ ان کے خطرناک ارادوں کی ایک دھندلی سی تصویر مفصلہ ذیل الفاظ کے آئینہ میں نظر آتی ہے۔ جو تیج (۲۰ راگست) میں شائع ہوئے ہیں۔

"مسلمانوں کو بتلا دو۔ کہ جہاں ہندو قلیل تعداد میں ہیں۔ اور آپ زیادہ ہیں۔ اگر آپ ہندوؤں کو نکالوگے تو جہاں مسلمان کم ہیں اور ہندو زیادہ ہیں۔ وہاں ہندو بھی تمہارے ساتھ یہی برتاؤ کرینگے"۔

مسلمانوں کو ان الفاظ سے یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ یہہ ایک آنیوالے فتنہ کی بنیاد ہیں۔ اور ان سے لاپرواہی ہرگز نہیں برتنی چاہیئے۔ کیونکہ جو قوم سرحد جیسی جگہ پر مسلمانوں کو اپنے شور و شر سے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ تو جہاں اس کی تعداد زیادہ ہو۔ وہاں وہ کیا کچھ نہ کر گذریگی۔ نیز ان کارناموں کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اس نے کٹارپور آرہ۔ تنبیا۔ ملتان وغیرہ میں کئے۔ مسلمانوں کو نہایت محتاط رہنا چاہیئے +

سازش کا بے بنیاد الزام

شردھانند جی کے واقعہ قتل کے بعد ہندو اخبارات برابر یہہ الزام لگا رہے ہیں کہ یہ قتل مسلمانوں کی کسی سازش کا نتیجہ تھا۔ اور اب تو اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ کھلے جلسوں میں اس کے متعلق گورنمنٹ کو تحریری ثبوت مہیا کرنیکا اعلان کر رہے ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں دہلی کے ایک جلسہ میں کہا گیا۔ کہ

"ہمیں معلوم ہے کہ سوامی جی کے قتل کے پیچھے مسلمانوں کی گہری سازش تھی اور ہے۔ اور آریہ سماج و اس کے کارکنوں کا خاتمہ کر دینے کا تہیہ کر لیا گیا ہے۔ جو دستاویزات گورنمنٹ کو مہیا کی گئی تھیں ان کی موجودگی میں کوئی یہہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہہ سازش کا نتیجہ نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ گورنمنٹ نے سازش کے ان سرغنوں پر ہاتھ کیوں نہیں ڈالا۔ گو کوئی دستاویزی ثبوت نہ تھا لیکن واقعات کی بنا پر ان کو پھانسی کے تختہ پر لٹکایا جا سکتا تھا"۔

ان الفاظ کو اخبار تیج نے بھی شائع کیا جس پر سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی نے اخبار مذکور کو انتباہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ

"مفروضہ تحریری ثبوت جس کا آپ حوالہ دیتے ہیں ایسا نہ تھا کہ اس سے سوامی شردھانند کے قتل میں کسی منظم سازش کے وجود کے متعلق کسی قسم کا شبہ پیدا ہونے کی وجہ ملتی۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی لیکن میں اب ہمیشہ کیلئے ... ثبوت کے متعلق تمہارے تمام بیانات کی تردید کرتا ہوں اور تم کو متنبہ کرتا ہوں کہ ایسے بے بنیاد اور غیر ذمہ دارانہ بیانات سے جو فتنہ انگیزی کا نتیجہ ... یہ نہایت ضروری امر تھا کہ جس کی طرف سپرنٹنڈنٹ صاحب دہلی نے توجہ دلائی ... آریہ سماج اس بالکل غلط اور بے بنیاد الزام کے متعلق بھی گورنمنٹ کو ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

سورہ فاتحہ میں ایک مطالبہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

(بمقام امپیریل ہوٹل شملہ)

فرمودہ ۲۶ راگست ۱۹۲۷ء

(مرتبہ مکرمی ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب)

تشہد۔ تعوذ کے بعد سورہ فاتحہ کی تلاوت کرکے فرمایا۔ میں نے خیال کیا تھا۔ کہ یہ جگہ پہلی جگہ کی نسبت ہماری کوٹھی سے زیادہ قریب ہوگی۔ لیکن یہ دور نکلی۔ اور دفتروں میں کام کرنے والوں کیلئے زیادہ دیر ہوگئی۔ اسلئے میں سورہ فاتحہ کے اس حصہ کی طرف توجہ دلاتا ہوں جسمیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے ایک مطالبہ کرتا ہے۔ اگر وہ اس مطالبہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل کریں۔ تو دنیا میں ہر قسم کی ذلت سے بچ جائیں اور ہر طرح کی کامیابی حاصل کرلیں۔ وہ مطالبہ اھدنا الصراط المستقیم میں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں دوڑ جاری ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسے راستہ پر اور ایسے طریق پر دوڑیں۔ کہ جلد سے جلد اللہ کے قرب میں پہنچ جائیں۔

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو سیدھے راستہ پر چلتے ہیں۔ اور ادھر ادھر نہیں بھٹکتے۔ وہ وقت پر پہنچ جاتے ہیں۔ دوسرے وہ ہوتے ہیں۔ جو یا تو سیدھے راستہ پر نہیں چلتے۔ یا ادھر ادھر وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ منزل مقصود پر وقت پر نہیں پہنچ سکتے۔ یا بالکل نہیں پہنچ سکتے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ سیدھے دوڑیں۔ ادھر ادھر نہ جائیں۔ تاکہ اس مقام پر پہنچ جائیں جس کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے۔ سورہ فاتحہ میں بتایا گیا ہے۔ کہ دوڑ کس طرح دوڑنی چاہیئے۔ اگر مسلمان یہ خیال رکھیں۔ کہ قریب ترین راستہ سے منزل مقصود پر پہنچنا ہے۔ تو ان سے کوئی قوم کسی کام میں آگے نہیں بڑھ سکتی۔ سو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ وہ [illegible] حضرت اسمٰعیل [illegible] بیان کیا [illegible] کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں [illegible] کی مشق شروع کردی۔ اور اس قدر مشق حاصل کر لی۔ کہ سکھ کو مقابلہ کرکے ہرا دیا۔ یہ روح ہوتی ہے۔ جس سے کوئی قوم آگے بڑھ جاتی ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ہر شعبہ زندگی میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کو سست نہیں ہونا چاہیئے۔ وہ کسی بھی ثانوی شغل میں حصہ لے۔ اسکو اسی طرح پورا کرنا چاہیئے۔ جس طرح اول شغل کو پورا کرنا فرض سمجھتا ہے۔ جو لوگ چھوٹے چھوٹے کاموں کو اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ وہ بڑے بڑے کاموں کو کیا انجام دے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر دفتروں کے کام ہیں تجارت کا کام ہے۔ اور پیشے ہیں۔ ان کا تعلق اس زمانہ میں دین سے ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں لڑائی کا تھا۔ لڑائی کوئی مذہبی فرض نہیں ہے۔ لیکن ضرورت کے وقت وہی بڑا فرض ہوگئی تھی۔ صحابہ نے لڑائی میں کمال حاصل کر لیا۔ ڈپلومیسی میں خوب ماہر تھے۔ سفارت کے کام میں کمال حاصل تھا۔ ان کے پاس ایک شخص صلح کیلئے آیا۔ اس کے متعلق انہوں نے معلوم کرلیا۔ کہ قربانی کو پسند کرتا ہے۔ سو انہوں نے قربانی کے جانور چھوڑ کر اس کے سامنے سے گذارے۔

غرض مومن کی چاروں طرف نظر ہونی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی نظر چاروں طرف جاتی ہے۔ اس لئے خدا کی صفات کو اپنے اندر لیکر بندے کی نظر بھی چاروں طرف جانی چاہیئے۔ پس یہ گر ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں سکھایا ہے۔ جس کو ہماری جماعت کے لوگوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔

جو لوگ دین کے اولین فرائض میں پورا حصہ لیتے ہیں۔ اور کما حقہ ادا کرتے ہیں۔ وہ شغل ثانوی میں بھی پوری مستعدی سے کام کرتے ہیں۔ بعض ان کاموں کی طرف پوری توجہ نہیں دیتے۔ یہ سمجھکر کہ یہ دین کا حصہ نہیں ہیں۔ اگر یہ دین کا حصہ نہیں تو لغو کام ہیں۔ پھر ادھورے طور پر بھی کیوں کرتے ہیں۔ ان کو بالکل ترک کر دیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ سب کام بھی دین کا حصہ ہیں۔ ان کو بھی پوری مستعدی سے انجام دینا چاہیئے۔ اور ان تمام شرائط کے ساتھ انجام دینا چاہیئے۔ جن کے ساتھ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو سمجھ عطا فرمائے۔ اور اعمال کی توفیق دے۔ آمین۔

جمعیۃ ترقی اسلام قادیان کی کوششیں

مسلمانوں میں بیداری کے آثار

اس پر آشوب زمانہ میں جماعت احمدیہ جس تندہی اور مستعدی سے مسلمانوں کی بیداری میں کوشاں ہیں۔ اس کا کچھ اندازہ ان رپورٹوں سے لگ سکتا ہے۔ جو باہر سے آ رہی ہیں۔ اور جن میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مولوی ابو الحیات صاحب اور شیخ شبراتی صاحب اجڑا ضلع ہگلی سے لکھتے ہیں۔ ۱۲ راگست بروز جمعہ اجڑا میں مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ جسمیں راجپال کی کتاب پر اظہار نفرت کیا گیا۔ اور اسکی اطلاع وائسرائے ہند کو بذریعہ تار ارسال کی گئی۔ نیز مسلمانوں کو اپنی اقتصادی حالت کے بہتر بنانیکی طرف توجہ دلائی گئی۔

منشی برکت علی صاحب ہیڈ ماسٹر مونگا سے اطلاع فرماتے ہیں۔ ۲۰ راگست کو مسلمانان مونگا کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا۔ جسمیں مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری نے نہایت معرکۃ الآرا تقریر فرمائی۔ حاضرین جزاک اللہ اور مرحبا کے نعروں سے مولوی صاحب کی قابلیت کی داد دے رہے تھے۔ آپنے مسلمانوں کو اپنی اصلاح کیطرف نہایت ہی موثر طریق میں توجہ دلائی۔ عوام الناس انجمن احمدیہ کے اس احسان کیلئے جو انہوں نے مولوی صاحب موصوف کی تقریر کرا کر ان پر کیا ہے بیحد ممنون ہیں۔

حسین خان صاحب ضلع جھنگ سے اطلاع دیتے ہیں۔ ۱۳ راگست کو مولوی علام [illegible] صاحب فاضل [illegible] نے موضع ساہو والی میں چھوت چھات اور اسلام کی مشکلات کے متعلق ایک دلاویز تقریر فرمائی۔ کئی لوگ ترقی اسلام کے ممبر بنے اور چندہ دیا۔ اگلے دن موضع سانبھر میں مولوی صاحب نے انفرادی طور پر مسلمانوں کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کیا۔ ۱۷ راگست کو کنڈل شیر دانہ میں اور پھر رات کو موضع [illegible] میں تقریریں فرمائیں۔ اگلے دن موضع واسوانانہ میں مولوی صاحب نے لیکچر دیا۔ اسکے انتظام ایسی خوبی سے دئے گئے کہ لوگ مرحبا اور جزاک اللہ کے نعرے بلند کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ایسی تقریریں آج تک نہیں سنیں۔ بہت سے مسلمانوں نے ترقی اسلام کی ممبری منظور کی۔ اور ۲۰۰ روپیہ مولوی محمد فضل صاحب۔ مولوی محمد افضل صاحب۔ مولوی نور محمد صاحب اور مولوی محمد اشرف صاحب نے بطور چندہ عطا فرمایا۔ جزاہم اللہ۔

سیکرٹری انجمن تہذیب الاخلاق بھوارہ (مدراس) سے لکھتے ہیں۔ کہ اس علاقہ میں مسلمانوں میں آثار بیداری پیدا ہو رہے ہیں۔ اور وہ تجارت کی طرف متوجہ ہیں۔ ۱۱ راگست یہاں کے مسلمانوں نے ایک عظیم الشان جلسہ کیا۔ بازار کو جھنڈیوں سے سجایا گیا۔ ایک عجیب منظر تھا۔ جو اس علاقہ میں اس سے قبل نہیں دیکھا گیا۔ جلسہ میں ہر عقائد کے مسلمان شریک تھے۔ راجپال کی کتاب اور دیگر مہم حالات لوگوں کو سنائے گئے۔ مسلمان اپنی اصلاح کیطرف متوجہ ہیں۔ آپ رسائل وغیرہ ارسال کرتے ہیں۔ یہ موجودہ زمانہ میں نہایت مفید ثابت ہو رہے ہیں۔

محمد اسماعیل صاحب سیکرٹری اقبال یونین کلب گھسیاں سے لکھتے ہیں۔ چند ایک طلباء نے انجمن بنائی ہے۔ اسکے ممبران نے جولائی کے آخر میں اور اگست کے پہلے ہفتہ میں سولہ مختلف گاؤں میں دورہ کرکے لیکچروں کے ذریعہ مسلمانوں کو چھوت چھات اور اپنی اقتصادی حالت کی درستی کی طرف توجہ دلائی۔ اسلام کی خوبیوں سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔ امید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔

مسلمانانِ ہند کے احساسات اور مطالبات وزیر ہند کی خدمت میں

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم اے کی چٹھی بنام وزیر ہند

پانسو سرکردہ انگریزوں اور مسلمانوں کی عرضداشت

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے مبلغ اسلام مقیم انگلستان نے وزیر ہند کی خدمت میں کتاب راجپال ہندو کی دل آزار روش اور واضع قانون کے مطالبہ کے متعلق جو عرضداشت قریباً پانسو سرکردہ انگریزوں اور ہندوستانی مسلمانوں کے دستخطوں سے صاحب وزیر ہند کی خدمت میں بھیجی۔ وہ ولائیت کی تازہ ڈاک سے ہمیں موصول ہوئی ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مولانا موصوف نے اس بارہ میں کس قدر کوشش سعی اور سرگرمی سے کام لیا۔ اور کیسے عمدہ اور اعلیٰ طریق سے صاحب وزیر ہند اور ولائیت کی پبلک کو مسلمانوں کے احساسات اور ان کے مطالبات کی طرف توجہ دلائی۔

چٹھی بنام صاحب وزیر ہند

یور لارڈ شپ۔

میں منسلکہ درخواست پیش کرتے ہوئے (جس پر تقریباً پانصد نامور اصحاب مثلاً سر آرتھر کیبن ڈائل لفٹیننٹ کرنل ڈی۔جی کارمیکل (ایم۔سی)۔ ریورنڈ ایچ۔ڈبلیو ایبرٹ۔ (پورٹس ماؤتھ) سر۔سی۔ای۔ عبداللہ آر جیبالڈ ڈبلیو ہیملٹن۔ قاضی نذیر احمد صاحب (راولپنڈی) سرسٹینڈ فورڈ لنڈن سی۔بی۔ای۔ ڈاکٹر اے۔ ایم۔ شاہ۔ مسٹر سی۔ آسمار ڈن بیرسٹر (پارسی) مسٹر آئی۔جی۔ ایچ عارف (سوداگر کلکتہ) میجر اے۔ ایم۔ سوانسٹن۔ محمد اسحاق (برلن) مسٹر محمد نسیم ایم۔اے۔ ایل ایل۔بی (علیگ) سر ولیم سمپسن۔ سی۔ ایم۔ جی۔ ایف۔ آر۔ سی۔ پی۔ سردار اقبال علی شاہ اور اے۔ ایچ ملنو بو (ویسٹ افریقہ) کے دستخط ہیں۔ جناب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری دلی تمنا یہی ہے۔ کہ ہم ہر قوم ہر رنگ اور ہر فرقہ کے لوگوں سے امن کے ساتھ رہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ تمام بڑے بڑے مذاہب کے بانی تمام بنی نوع انسان کی مشترکہ مقدس وراثت ہیں۔ اور ان کے نام احترام کے ساتھ لینا ایک ادنےٰ ترین شائستگی ہے۔ جو ان کے متعلق ہم استعمال کر سکتے ہیں۔ پس اس وجہ سے یہ ہر مہذب انسان کا مقدس فرض ہے۔ کہ ان کی عزت کی ہر ممکن طریق سے حفاظت کرے۔

یہ یقیناً درست ہے۔ کہ سچائی تاریخ اور مذہب کی تحقیق کے لئے بحث کرنے کی مکمل آزادی نہایت ضروری ہے۔ لیکن اس کو دیدہ و دانستہ تمسخر اور مذاق کی حد تک ہرگز نہیں پہنچانا چاہیئے۔ ایک شخص کو جسے فرقہ وارانہ طرفداری یا مناظرانہ جوش احتیاط سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔ وہ ایک بُرا شہری ہے۔ اور عوام الناس کو اس کے متعلق یہ مطالبہ کرنے کا حق ہے۔ کہ ایسے شخص کو جو اس کی شرارت کے قانون کی زد میں لایا جائے۔ اپنے اسی سپرٹ کے ماتحت ہم یہ درخواست پیش کرتے ہیں جیسا کہ پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ راجپال سے ظاہر ہے۔ اس کتاب میں جو فحش طعنہ زنیوں پر مشتمل ہے۔ بانئے اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پر کمینے حملے کئے گئے ہیں۔ سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب نے جو تعجب راجپال کی رہائی کے متعلق ظاہر کیا ہے۔ قابل تحسین ہے۔ کیونکہ اس قسم کے مجرموں کی رہائی کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور یہ بات قابل تعریف ہے۔ کہ اسی قسم کے مقدمہ کا فیصلہ متعلقہ ہائی کورٹ سے لے جانے کی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں۔ اور ہمیں آنریبل ممبر کیپٹن فاکس کرافٹ یافتہ ممبر پارلیمنٹ کے سوال کا جواب سنکر بہت تسلی ہوئی ہے۔ جو ارل ونٹرٹن نے دیا ہے۔ کہ ہز مجسٹی کی گورنمنٹ از راہ ہمدردی اس قسم کا قانون عند الضرورت جاری کرنے کے لئے تیار ہے۔ جو اس قسم کی مفسدانہ تحریروں کو روکنے کے لئے کافی ہو۔

مگر جناب اس بات کو بخوبی جانتے ہیں۔ کہ قانون آہستہ بنتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی پیشقدمی کرنے والے رویہ کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں بتلا سکتا۔ کہ موجودہ نازک وقت میں یہ تیاری کن نتائج کس حد تک پہنچ جائیں۔ ہندو مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے اس فیصلہ کو دانشمندانہ اور منصفانہ فیصلہ کہہ کر اس کے لئے مبارکباد کے ریزولیوشنز پاس کر رہے ہیں۔ اور وہ اس حد تک تجاوز کر گئے ہیں۔ کہ سر میلکم ہیلی کے مشفقانہ رویہ پر بھی اظہار نفرت کر رہے ہیں۔ مسلمان لیڈر مثلاً حضرت امام جماعت احمدیہ قادیان۔ سر عبدالقادر۔ سر محمد اقبال اپنی طرف سے عوام کو قابو میں رکھنے کی ان تھک کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ جناب سے پوشیدہ نہیں۔ ایسا کرنا آسان کام نہیں۔ خصوصاً اس وقت جبکہ ہندو اخباروں میں متواتر اشتعال انگیز مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ جو ہمارے مذہب کے مقدس بانی کے خلاف فحش گالیوں سے پُر ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے ایجی ٹیشن پھیل رہا ہے۔ جیسا کہ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے متعلق ایک بحری تار کے ذریعہ اخبار ٹائمز میں شائع ہوا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ہزاروں والنیٹر سول نافرمانی کے لئے تیار کئے جا رہے ہیں۔ اور ہر ایک مسلمان ماں سے یہ درخواست کی جا رہی ہے۔ کہ وہ اپنا ایک بچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے وقف کر دے۔ موجودہ حالات میں سول نافرمانی کرنا قابل افسوس ہے۔ کیونکہ یہ ان لوگوں کی ہمدردی کو برگشتہ کر دیگی۔ جو مسلمانوں کو ان کی موجودہ پریشانی میں مدد دینا چاہتے ہیں۔ اور نہ صرف یہ مسلمانوں کی طاقت کو پاش پاش کر دیگی۔ بلکہ یہ اصل مقصد کے حصول میں رکاوٹیں پیدا کر دیگی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اس قدر ہیجان ہے۔ بہر حال یہ کوششیں مسلمانوں کی انتہائی گھبراہٹ اور عاجزی کا ثبوت ہیں۔ جس میں وہ اپنے آقا کی ہتک دیکھ کر مبتلا ہیں۔

مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر اور پرنٹر کے قید ہو جانے سے صورت حال اور بھی ابتر ہو گئی ہے۔ مسلمانوں کی نظروں میں یہ نہایت ہی بے انصافی ہے۔ کہ وہ شخص جو مقدس بانئے اسلام پر فحش طعنہ زنی کرے۔ اس کو تو دلائل اور عقل کے خلاف رہا کر دیا جائے۔ اور ایک غریب مسلمان کو جو اپنا سب کچھ اپنے روحانی آقا کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ ایک دنیاوی کورٹ کی ہتک کرنے کے جرم میں قید کر دیا جائے۔ ہمارا یہ مطلب نہیں۔ کہ ایڈیٹر اور پرنٹر کو ہر ایک الزام سے بری کر دیا جائے۔ ممکن ہے۔ وہ کسی قانونی جرم کے مجرم ہوں۔ لیکن بلاشبہ یہ قصور (اگر ایک معاملہ میں تحقیقات کے واسطے کہنا قصور ہے) ایسے حالات میں کیا گیا۔ جب لوگ اپنی عقل کھو بیٹھتے ہیں۔ اس وجہ سے ان لوگوں کو سزا دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ ججوں کے لئے اپنے پیشہ کی نسبت دنیا کے زیادہ فرائض ہیں۔ قانون اس بات کی گارنٹی نہیں ہے۔ کہ وہ بے خطا ہے۔ اگرچہ عوام کی رائے کی بھی ایک عدالت ہے۔ مگر اس سے بھی بڑی عدالت ایک اور ہے

جس کے آگے بادشاہ اور شہنشاہ بھی کانپتے ہیں۔ اور وہ احکم الحاکمین اور خالق ارض وسماء کی عدالت ہے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات کے احکم الحاکمین کا برگزیدہ ہے۔ دو راست بازی کا آفتاب ہے۔ بادشاہ اور شہنشاہ اس کے آگے تسلیم خم کرتے ہیں۔ اور وہ دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں اپنی شان وشوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔ کوئی دنیا کا ناپاک شخص اس کی ہتک نہیں کرسکتا۔ نادان ہے وہ جو سورج پر تھوکنے کی کوشش کرتا ہے۔ بانی اسلام اللہ تعالےٰ کا محبوب ہے۔ اور مسلمانوں کی آنکھوں کی پتلی۔ سکت سے سخت ایذا کو مسلمان راحت سمجھتے ہیں۔ جب وہ یہہ جانتے ہیں۔ کہ یہہ ہم اپنے محبوب آقا کیلئے برداشت کررہے ہیں۔ پس سب کو سن لینا چاہئیے کہ ایک مسلمان جنگل کے خونخوار اور وحشی درندوں سے صلح کرسکتا ہے۔ لیکن اپنے آقا کو گالیاں دینے والے کے ساتھ صلح کرنے کیلئے تیار نہیں۔

مذکورہ باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں جناب سے درخواست کرتا ہوں کہ جناب متعلقہ گورنمنٹ کو مسلم اوٹ لک کے ایڈیٹر و پرنٹر کو فوراً رہا کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ اور ساتھ ہی یہ حکم بھی انصاف اور امن کے قیام کی خاطر صادر فرمائیں۔ کہ جب تک قانون کی تصحیح نہ ہو جائے۔ اسوقت تک اشتعال انگیز لٹریچر کی اشاعت کو جو عوام کے امن پر نہ صرف تمام ہندوستان میں ہی مخل ہوگا بلکہ تمام دنیا کے امن کو برباد کردیگا۔ فوراً بند کردیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ میں اپنے تمام ہم مذہبوں کے جذبات کو اس درخواست میں پیش کررہا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ یہ درخواست جناب کی فوری اور مشفقانہ توجہ حاصل کریگی۔

میں ہوں جناب کا وفادار خادم عبدالرحیم درد۔ ایم۔ اے

امام مسجد لنڈن

عرضداشت

یورلارڈشپ۔

ہم جن کے ذیل میں دستخط ہیں۔ اس اصل کی نہایت زور سے تائید کرتے ہیں۔ کہ بانیان مذاہب پر ہر قسم کے متعصبانہ حملوں کا سدباب ہونا چاہیئے۔ اور تمام لوگوں کے مذہبی احساسات کا خواہ کسی قوم یا ملک و مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ احترام ہونا چاہیئے۔ اور کسی طرح بھی ان کو مجروح نہیں کرنا چاہیئے۔

ہم ان کمینہ حملوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو بعض ہندوؤں نے ہندوستان میں بانی مذہب اسلام پر کئے [illegible] درخواست کرتے ہیں کہ گورنمنٹ میں ایسی تحریک کریں [illegible] ایسے شتعل انگیز لٹریچر کی اشاعت کو فوراً روکنے کے لئے عمل کاروائی کرے۔ جس سے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا میں بدامنی کا احتمال ہے۔

ہم مسٹر جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے اس فیصلہ کے خلاف جسکی رو سے انہوں نے رنگیلا رسول جیسی گندی اور دلآزار کتاب کے مصنف راجپال کو بری کردیا ہے۔ صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ اور حضور سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ میں اس امر کی تحریک کریں۔ کہ وہ اس فیصلہ پر پریوی کونسل میں دوبارہ غور کرائے۔

پرتاپ کے کرشن نمبر پر سرسری نظر

پرتاپ کے اس پرچہ کے متعلق کسی قدر پہلے لکھا گیا ہے اب کچھ مزید عرض کرتا ہوں۔

(۱)

آریہ سماج کا جنم کیسے ہوا؟

آریہ ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ آریوں کی ضربوں کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یعنی آریہ سماج کوئی نئی مذہبی جماعت نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی ضربوں سے تنگ آکر ہندو قوم کی بخیال خود اصلاح یافتہ پارٹی ہے۔ چنانچہ مسٹر کالی ناتھ ایڈیٹر ٹریبون لکھتے ہیں۔

"ہندو قوم کی طرف سے مسلمانوں کی جارحانہ روش کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کرنے کی جو کوشش کیگئی ہے۔ اسی کی بدولت خود آریہ سماج کا جنم ہوا ہے جسے بعض اوقات ہندو قوم کا سب سے زیادہ جنگجو فرقہ بتایا جاتا ہے۔"

(۲)

بانیٔ اسلام کی لڑائیاں دفاعی تھیں!

پنڈت چموپتی ایم۔ اے لکھتے ہیں۔

"حضرت محمد ان لوگوں کے ساتھ برسرپیکار رہتے جنہوں نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو ان کے وطن مالوف سے خارج کیا تھا۔ اور طرح طرح کی اذیتوں کا سامان کرچکنے کے بعد آخر میں حضرت کی زندگی پر وار کیا چاہتے تھے۔ حضرت نے بعض مقامات پر صریحاً ان لوگوں پر سختی روا رکھی جو قتل وغیرہ افعال شنیعہ کے مرتکب ہوئے تھے۔" صفحہ ۱

کیا اس اظہار واقعیت سے دیانند جی کی ان خرافات کی تغلیط نہیں ہوجاتی۔ جن میں انہوں نے لکھا ہے کہ بانیٔ اسلام نے بزور شمشیر اسلام پھیلایا ؟

(۳)

چھوت چھات جہالت کی بات ہے!

بھائی پرمانند جی لکھتے ہیں۔

"میں نے بھی دنیا کے بہت سے ملک دیکھے ہیں۔ کسی ملک یا قوم میں ایسی جہالت اور تاریکی نہیں دیکھی جو کہ اس دیش میں ہندو سماج کے اندر پائی جاتی ہے۔ باہر کا کوئی آدمی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ کسی آدمی کے چھو جانے سے یا کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہونے سے کوئی چیز کیسے بگڑ جاتی ہے۔ اور استعمال کے ناقابل ہوجاتی ہے" صفحہ ۱۹

(۴)

چھوت چھات کی ابتداء کب اور کیوں ہوئی؟

یہی صاحب لکھتے ہیں۔

"چھوت چھات کی ابتداء جہانتک میں سمجھتا ہوں اسلامی حملوں کے بعد ہوئی۔ اور اس کی وجہ غالباً ان لوگوں کے خلاف نفرت کے جذبہ کا اظہار کرنا تھا۔ جو کہ اپنی جاتی سے نکل کر دشمنوں کے ساتھ جاملے" صفحہ ۲۰

اس سے ظاہر ہے کہ چھوت چھات ہندوؤں کا کوئی مذہبی مسئلہ نہیں۔ بلکہ محض نومسلموں سے نفرت کا اظہار ہے۔ کیا مسلمانوں کی غیرت اس نفرت کو برداشت کرسکتی ہے؟

(۵)

مسلم بادشاہوں پر بیجا الزام!

آریہ مسلمان بادشاہوں کو بدنام کرنے کیلئے کہا کرتے ہیں کہ انہوں نے بزور اسلام پھیلایا۔ اور اگر ان کی تلوار نہ ہوتی۔ تو اسلام اس طرح ممالک میں پھیل نہ سکتا۔ لیکن واقعات نے ہمیشہ اس بات کی تردید کی۔ اور بتلایا ہے کہ اشاعت اسلام کسی حکمران کی حکومت کی شرمندۂ احسان نہیں ہے۔ دیکھئے ڈاکٹر بال کرشن جی ایم اے کس طرح بصراحت اس حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"سال بسال ہندو ہندوستان میں کم ہوتے چلے جاتے ہیں۔ مسلمان اور عیسائی بڑھتے جارہے ہیں۔ جو بات کہ مسلمان بادشاہ سلطنت کے ہوتے ہوئے بھی نہیں کرسکتے تھے۔ وہ مسلمانی راجیہ کے نہ ہوتے ہوئے بھی پوری ہورہی ہے۔ ہر روز ہندو دھرم کو عورت و مرد چھوڑ کر مسلمان یا عیسائی ہورہے ہیں۔ مسلمان تو دینے کی بجائے لے ہی رہے ہیں۔ اور ہندو لینے کی بجائے دے ہی رہے ہیں۔ اس صورت میں ہندوؤں کا زوال اور مسلمانوں کا عروج کیوں نہ ہو" صفحہ ۲۵

کیا اب بھی یہ بات تسلیم نہ کیجائیگی کہ مسلمان بادشاہوں کو اشاعت اسلام کے متعلق یونہی بدنام کیا جاتا ہے۔ ورنہ اسلام کی اشاعت میں ان کی حکومت کا کوئی دخل نہ تھا۔

(۶)

ہندوستان میں نفرت کا بیج ہندوؤں نے بویا!

گیانی شیر سنگھ صاحب لکھتے ہیں۔

"وہ ہندو کسی حد تک حب الوطن ضرور ہیں۔ مگر متعصب ضرور ہیں

نیچ ذاتوں یا غیر ہندوؤں کو ادنیٰ سمجھنے کے سبب انہوں نے بھی ہندوستانی بھائیوں کے مابین نفرت کا بیج بو یا ہے۔" ص۵۵

(۷)

خدا کا نقشہ از روئے ویدک دھرم

لکھا ہے:-

"ہزار ہاتھ - ہزار پاؤں - ہزار منہ اور ہزار آنکھ والے بھگوان کی مورتی کا دھیان کر کے پرارتھنا کرنا چاہیئے۔" ص۵۲

غالباً ہزار منہ کے ساتھ ہزار آنکھ کی نسبت کو ناظرین اچنبہ خیال کریں گے۔ کیونکہ کائنات عالم میں تو یہی قاعدہ نظر آتا ہے کہ ایک منہ کے مقابلہ پر دو آنکھیں۔ کیا کوئی سماجی اس فلاسفی کو بیان کریگا؟

(۸)

دو عجیب شعر

پنڈت کیفی صاحب لکھتے ہیں۔ ص۷

ایشر کو بھلا سکتے ہیں ہندو تو بھلا دیں
لیکن نہیں ممکن کہ کنھیا کو بھلا دیں

سر منکر و فاسق کے انہوں نے جو اتارے
بگڑے ہوئے دل اس نے خلائق کے سنوارے

کیا اب بھی آریہ مسلم کی یاد نبوی کو شرک کہا کریں گے؟ نیز کیا "منکر و فاسق" کا سر اتارنے والوں کو ظالم کہیں گے؟ دیدہ باید!

(۹)

عالمگیر اخوت اور اسلام

مذہب اسلام کو تنگ خیال اور غیر روادار کہنے والے اصحاب ایک دشمن اسلام کے مندرجہ ذیل الفاظ بغور ملاحظہ کریں۔ مسٹر ہردیال لکھتے ہیں:-

"نہ تو اسلام اور نہ ہندوؤں کا دھرم ترقی کا دشمن ہے قرآن اور ویدوں میں کوئی ایسی بات نہیں جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان تمدنی اتحاد کو روک دے۔" ص۳۴

"عالمگیر اخوت کے نئے جذبہ کی اسلام اور سناتن دھرم نے پوری پوری منظوری دی ہے۔" ص۳۴

(۱۰)

سائینس اور اسلام

دشمنان اسلام ہمیشہ کہتے رہے ہیں۔ کہ اسلام عقل قانون نیچر اور سائینس کا دشمن ہے۔ حالانکہ حقیقت بالکل اس کے خلاف ہے۔ چنانچہ ایک آریہ کی گواہی پڑھیئے۔ لکھتا ہے:-

"مسلمانوں کے رسول کا قول ہے کہ خدا کی مخلوق کی نسبت ایک گھنٹہ کا مطالعہ اور غور و خوض ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ کسی کو اس رائے سے اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں۔ سچا اسلام دنیا کے خلاف نہیں۔ بلکہ اس کے حق میں ہے کیونکہ وہ برائی کے مقابلہ میں سچائی کا حامی ہے۔" ص۳۴

(۱۱)

کیا بدھ اور ہندو تہذیب ایک ہے؟

سنگٹھن کے دلدادہ سوامی ستیہ دیو لکھتے ہیں:-

"ہندو سنگٹھن اپنے بودھ بھائیوں کو بڑے پریم سے بغلگیر کرتا ہے۔ ہماری تہذیب مشترکہ ہے ہمارا آدرش ایک ہے۔ اس لئے ہندوستان سے باہر کے بودھوں کو ہندو سنگٹھن کی اس ہلچل کا دل سے خیر مقدم کرنا چاہیئے۔" ص۵۶

آج تک ہم تو یہی سنتے آئے ہیں۔ کہ ہندو تہذیب کا سرچشمہ "وید مقدس" ہے۔ پھر نا معلوم ہندو تہذیب اور بدھ تہذیب کیونکر ایک ہو سکتی ہے۔ جبکہ سوامی دیانند نے بدھوں کے متعلق صاف لکھا ہے۔

"انہوں (بدھوں) نے کس درجہ اپنی اودیا (بے علمی) کی ترقی کی ہے۔ اس کی نظیر ان کے سوائے دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔ یقین تو یہی ہوتا ہے کہ وید اور ایشور سے مخالفت کرنے کا ان کو یہی نتیجہ ملا۔۔۔۔ وید اور ایشور کو نہ ماننے کے باعث ان کی ایسی حالت ہوئی۔" (ستیارتھ پرکاش باب ۱۲ دفعہ ۲۷)

کیا کوئی آریہ اس عقدہ کو حل کر سکتا ہے؟

۱۲

مسلمانوں پر محبت عرب کا الزام اور اسکا جواب

گیانی شیر سنگھ لکھتے ہیں۔

"مسلمان بھائی ہندوستان کی نسبت عرب۔ ایران۔ ترکی مصر اور کابل کی طرف زیادہ خیال رکھتے ہیں۔" ص۴۵

پھر لکھا ہے۔

"مسلمانوں کی بھاری کثرت عرب کو ہی اپنا سب کچھ مانتی ہے۔" ص۱۵

کوئی شخص بھی مندرجہ بالا حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ مسلمانوں کو عرب دیش سے بہت محبت ہے۔ گو اس کی وجوہات میں برادران وطن کے انسانیت سوز سلوک کو بھی بہت دخل ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ مسلم کو اس مقدس بھومی سے ناقابل قطع رشتہ حاصل ہے۔ عرب کا ملک کتنا ہی دور کیوں نہ ہو مگر وہ اس کے محبوب کا مولد و مدفن ہونے کیوجہ سے اس کے دل میں جاگزیں ہے۔ کیونکہ روحانی تعلقات مکانی قرب و بعد کے شرمندۂ احسان نہیں ہوتے۔ سچ ہے ع حبیب الحبیب حبیب

ہاں مسلم اپنے مذہب کی بنا پر ہی ہندوستان سے محبت کرنے اور اسکی آزادی کیلئے ہر ممکن جدوجہد کرنے کیلئے بھی مامور ہے۔ کیونکہ لکھا ہے "حُبّ الوطن مِنَ الایمان" کہ وطن سے محبت کرنا ایمان میں داخل ہے پس مذہبی تعلق کی بنا پر مسلمانوں کو بجا طور پر عرب سے محبت کرنیکا حق ہے۔ دیکھئے سوامی ستیہ دیو۔ چین۔ منگولیا اور تبت کے بدھوں کے متعلق لکھتے ہیں:-

"بدھ دھرم کے ماننے والے یہ لوگ ہندو ہیں۔ اگر کوشش کیجائے تو بھارت ورش کیلئے جیوت ان کی آتماؤں میں ہے اسے بیدار کیا جا سکتا ہے شائستگی سکھلانے والے بھگوان بدھ کی جنم بھومی کیلئے یہ لوگ کیا کچھ قربانی نہیں کرتے۔ ۔ ۔ ان جنگجو بدھوں کو ہم نے اپنے دوست نہیں بنایا۔ بودھ دھرم کی مخالفت کر کے ہم نے اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی ماری ہے۔" ص۵۶

اگر چین منگولیا کے بدھ اپنی عقیدت مندی کیوجہ سے بھارت ورش کیلئے قربانیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ اور ان کی ان قربانیوں کو نہ صرف جائز بلکہ ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ تو مسلمانوں پر یہ الزام کہاں تک حق بجانب ہے؟

(۱۳)

بھارت ورش کی قدامت کی میعاد

پنڈت ہر چرنداس لکھتے ہیں۔

"جتنی تاریخیں انگریزی پڑھے لکھے ہندوؤں نے لکھی ہیں انہوں نے یورپین مورخوں کی تقلید میں بھارت ورش کی قدامت کو تین چار ہزار سال کی عمر عنایت کی اور موڈرن علوم اور موجودہ سائنس کے انکشافات سے اپنے بزرگوں کو بے بہرہ قرار دیا۔" ص۱۶

اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کو دقیانوسی خیالات کا کوئی ثبوت نہ مل سکا۔ وہ محقق تھے اسلئے حقیقت کا اقرار کر لیا۔ اسمیں انکا قصور ہی کیا ہے؟

(۱۴)

سنگٹھن کی خاطر ہندو دھرم میں تبدیلی

بھائی پرمانند لکھتے ہیں:-

"جب تک ہم ان پرانے خیالات سے خواہ ان کا ان لوگوں نے پرچار کیا۔ جنکو رشی کہا جاتا ہے۔ آزاد نہ ہونگے۔ ہم ہندو جاتی کو ایک سنگٹھن میں نہیں لا سکتے۔ دھرم ہمیشہ سمے (وقت) اور حالات کے مطابق بدلتا ہے۔ دھرم وہی ہے جو جاتی کی رکھشا کیلئے بنایا جائے۔۔ زندہ جاتیوں کا یہ حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے نئے نئے دھرم بنائیں اور پرانے غلط دھرموں سے چھٹکارا حاصل کریں۔" ص۲۷

اس اقتباس سے جہاں ویدک دھرم کا ناقابل عمل اور غیر محفوظ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ وہاں پر ویدوں کی حفاظت والی گپ کا راز بھی طشت از بام ہو جاتا ہے۔ اس عبارت کو پڑھکر ہمیں امید بندھ گئی ہے کہ ستیارتھ پرکاش کا آئندہ ایڈیشن غالباً نیوگ جیسی فحش تعلیم بزرگان دین کی توہین وغیرہ وغیرہ امور سے الگ کر کے چھپوایا جائیگا کیونکہ یہ تمام باتیں جاتی کیلئے مضر ثابت ہو رہی ہیں۔ مانا کہ وہ ایک رشی کا لکھا ہوا ہے۔ مگر اب تو یہ بھی صاف ہو چکا ہے کہ رشی کے خیالات کو بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ آریہ دھرم کیلئے یہ قدم ترقی بہت مبارک ہوگا۔ مگر اس صورت میں اسے صرف بازیچۂ اطفال ماننا پڑیگا۔ والسلام

خاکسار ابو العطاء اللہ دتا جالندھری (مولوی فاضل)

ہوں گے۔ کہ بہت سے جرائم کے متعلق کوئی کسی سے باز پرس نہ کرے گا۔ اس زمانہ میں سزاؤں کو اللہ تعالےٰ اپنے ہاتھ میں رکھے گا۔ اور قانون قدرت میں سزاؤں کے سامان رکھ دے گا۔ عدالتوں میں جرائم پر پرسش نہ ہوگی۔

یا یہ معنے ہیں کہ خدا سے نہیں پوچھا جائے گا۔ یعنی اللہ تعالےٰ سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ کہ اس نے کیوں سزا دی۔ انسانوں کیلئے قانون کی ضرورت ہے۔ خدا کے لئے قانون کی ضرورت نہیں۔ وہ کسی قانون کے ماتحت نہیں۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○
پس تم خدا کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔

یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰھُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ○
مجرم اپنے چہرہ کی علامتوں سے پہچانے جائیں گے اور وہ پیشانی کے بالوں اور قدموں سے پکڑ کر کھینچے جائیں گے۔

پیشانی پر جو بال رکھے جاتے ہیں۔ اُن پر بھی یہ آیت ایک رنگ میں روشنی ڈالتی ہے۔ کیونکہ فرمایا پکڑے جانے والوں کی پیشانیوں پر بال ہونگے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○
پس تم خدا کی کون کونسی نعمت کا انکار کرو گے

ھٰذِهٖ جَھَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِھَا الْمُجْرِمُوْنَ ○ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ○
یہ وہ جہنم ہے جس کا مجرم انکار کیا کرتے تھے۔ وہ جہنم اور گرم کھولتے پانی میں رہینگے

دو حالتیں بیان کیں۔ جہنم سے مراد جنگ کی حالت ہے۔ اور کھولتے پانی سے مراد جنگ کی فکر کی حالت ہے۔ گویا ہر حالت میں عذاب میں ہونگے۔ خواہ جنگ شروع ہو۔ یا بند۔ وہ ایسا زمانہ ہوگا۔ کہ اُس میں کبھی لڑائی ہو رہی ہوگی۔ اور کبھی جنگ کے لئے تیاریاں ہو رہی ہونگی۔ کسی وقت حکومتوں میں امن نہیں ہوگا۔ اس قدر تنافر بڑھا ہوا ہوگا کہ یا لڑائی ہو رہی ہوگی۔ یا لڑائی کے لئے سامان پیدا ہو رہے ہونگے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○
پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے۔

ہر ذریعہ سے خدا تمہیں اپنی طرف کھینچ رہا۔ اور اپنی ہستی کا ثبوت دے رہا ہے۔

سورۂ رحمٰن رکوع سوم

۲۹ر جون ۲۷ء

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ○
جو شخص بھی اپنے رب کے مقام سے یا اس کے سامنے کھڑا ہونے یا اس کے احکام [illegible] سے ڈرتا ہے اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

[illegible] دو جنتیں [illegible] جو مرنے کے بعد ملیں گی۔ بعض لوگ کہتے ہیں ایک جنت [illegible] ہوگی۔ اور ایک باہر۔ لیکن جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت کی وسعت کا اندازہ نہیں۔ تو پھر اندر باہر کے کیا معنی ہوئے۔

پس اس کے معنی یہ نہیں کہ دو باغ ہوں گے۔ کیونکہ جنتیں اس مقام پر ہوں گے کہ جو جگہ کی حدود سے باہر ہے۔ وہ مقام ایسا ہے کہ تمام مومن ایک جگہ ہوتے ہوئے علیحدہ علیحدہ مقام پر ہونگے۔ اور علیحدہ علیحدہ حیثیت میں ہوں گے۔ یہاں دُنیا میں ہی دیکھو ایک ہی دنیا میں سب لوگ رہتے ہیں۔ مگر فوائد مختلف اُٹھاتے ہیں۔ یہی حالت جنت میں ہوگی۔ تمام مومن جنت میں ہی ہوں گے۔ مگر ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ جنت کا اثر ہوگا۔ ساری دنیا کے لئے ایک ہی خدا ہے۔ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کی تجلی اور تھی۔ اور دوسرے لوگوں کے لئے اور ہے۔ اسی طرح وہاں بھی جنت ایک ہی ہوگی۔ مگر ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ مقام ہوگا۔ تو جنتین سے مراد یہ ہے کہ وہاں کا جو روحانی جسم ہوگا۔ اس کے لئے بھی لذت اور سرور کے سامان ہوں گے۔ اور وہاں کی رُوح کے لئے علیحدہ لذت اور سرور کا سامان ہوگا۔ یہ دو جنتیں ہیں۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○
پس تم خدا کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔

ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ○
دونوں جنتوں میں ٹہنیاں ہونگی۔ ایسی ٹہنیاں جن کے ساتھ پتے اور پھل بھی ہوں۔ فرمایا ایسے باغ ہونگے جو ہمیشہ مثمر اور سرسبز رہیں گے۔ فَنَنٌ اس ٹہنی کو کہتے ہیں۔ جس کے ساتھ پھل لگے ہوں۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○
پس تم خدا کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔

فِیْھِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ○
ان باغوں میں چشمے ہونگے جو مسلسل طور پر ہوں گے۔ آپ ہی آپ چلتے رہیں گے

یعنی روحانی جسم کو محنت و مشقت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ نہ روحانی ترقیات کے لئے جد و جہد کی ضرورت پڑے گی۔ خود بخود روحانی ترقیات حاصل ہونگی۔ ایک رو ہوگی جو آپ ہی آپ چلتی رہے گی۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○
پس تم خدا کی کون کونسی نعمت کا انکار کرو گے۔

فِیْھِمَا مِنْ کُلِّ فَاکِھَةٍ زَوْجٰنِ ○
ہر قسم کے میووں کے جوڑے ہونگے تمام مادی چیزوں کی ترقی کے لئے خدا نے جوڑا بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز میں زوجیت پائی جاتی ملائکہ۔ انسان۔ حیوانات۔ جمادات۔ نباتات۔ ان میں سے کوئی چیز بغیر جوڑے کے نہیں پائی جاتی۔ تو فرمایا فَوَاکِھَة کے جوڑے ہونگے۔ جو ایک دوسرے سے مل کر ذائقہ اور اثرات کو تیز کریں گے۔ ان پر فنا لگی ہوئی ہوگی۔ جو اس بات کا ثبوت ہوگی۔ کہ بقا انسان کی صرف اللہ ہی کے حکم سے ہے ورنہ وہاں بھی فنا لگی ہوئی ہے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○
پس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کا انکار کرو گے۔

مُتَّکِئِیْنَ عَلٰی فُرُشٍ بَطَآئِنُھَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ط
وہ تکیہ لگائے ہوئے ایسے فرش پر جن کا استر استبرق کا ہوگا۔ استبرق ریشمی قسم کا کپڑا۔

وَجَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ○
اور باغوں کے پھل جو جھکے ہوئے ہونگے نزدیک ہوں گے۔

جَنَا۔ یجْتنی۔ وہ پھل جو چُنے جاتے ہوں ✣

دَانٍ۔ نزدیک ہوں گے۔ یعنی اُن کے لئے محنت کی ضرورت نہ ہوگی۔ جس طرح وہاں کے چشمے جاری ہوں گے۔ اسی طرح وہاں کے ثمرات۔ خواہ جسمانی شکل میں ہوں یا روحانی شکل میں۔ وہ آپ ہی آپ نزدیک ہوتے جائیں گے ✣

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ — پس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمت کا انکار کروگے۔

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○ — ان میں نیچی نظر رکھنے والی عورتیں ہونگی جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا۔ نہ کسی جن نے

یہاں شادی بیاہ کا ذکر نہیں۔ بلکہ میرے نزدیک یہاں یہ مراد ہے۔ کہ عورت بھی جنت کی نعمتوں کی وارث ہوگی۔ جس طرح مرد جنت کے وارث ہوں گے۔ یعنی مرد عورت دونوں خدا کی نعمتوں میں شریک ہوں گے۔ قرآن میں جنت کے ذکر کے ساتھ عورتوں کا ذکر ضرور آتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض تعلیموں میں عورت کو خدا کی نعمتوں کا وارث نہیں ٹھہرایا گیا مگر قرآن بتاتا ہے کہ وہ بھی جنت میں جائینگی۔ ان کا بھی جنت کی نعمتوں میں حصہ ہوگا۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ عورت مرد کے تعلقات وہاں ہوں گے ضرور ہوں گے۔ گو معلوم نہیں کس قسم کے ہونگے۔ وہاں چونکہ جسم بھی اور رنگ کے ہونگے اس لئے تعلقات بھی اور قسم کے ہوں گے۔ مگر یہاں یہی مراد ہے کہ مرد و عورت دونوں جنت کے وارث ہونگے۔ پس فرمایا۔ وہاں عورتیں ہونگی۔ مگر وہی جنہوں نے اپنی ساری توجہ خدا کی طرف لگائی ہوئی ہوگی۔ اور وہ پورے طور پر ہر قسم کے اثرات سے خواہ جنی ہوں کہ خواہ انسانی۔ پاک ہونگی۔ ان کی نظر صرف خدا پر ہوگی۔ قرآن کریم نے یہ اس لئے ذکر کیا۔ کہ بعض قومیں عورت کو جنت کی وارث نہیں ٹھہراتیں۔ چنانچہ آج سے کچھ عرصہ پہلے عیسائیوں کا بھی یہی خیال تھا۔ کہ عورت جنت کی وارث نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ جو شخص اس کے وارث ہونے کا قائل ہوتا۔ اُسے کافر قرار دیا جاتا تھا۔ یہ اس قوم کا خیال تھا جو آج اسلام پر اعتراض کرتی ہے کہ اسلام میں عورت کی رُوح نہیں مانی جاتی۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کے معنے ہیں وہ عورتیں جنہوں نے اپنی تمام توجہ خدا کی طرف لگائی ہوئی ہو۔ اور جن کو کسی جن و انس نے چھُوا نہیں ہوگا۔ یعنی وہ پورے طور پر جنی اور انسانی اثرات سے پاک اور محفوظ ہونگی۔ ان کے اوپر صرف خدا تعالےٰ کے اثرات ہونگے یہ اس لئے فرمایا۔ کہ اکثر عورتیں والدین اور خاوند کے مذہب پر ہوتی ہیں۔ انکے اثرات کو قبول کرتی ہیں۔ ان کا مذہب وہی ہوتا ہے جو ان کے خاوند یا دوسرے رشتہ داروں کا ہوتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ایسی عورتیں قابل جزا نہیں۔ وہی قابل جزا ہیں۔ جو مذہب میں صرف خدا کی پروا کرتی ہیں۔ کسی انسان کی پروا نہیں کرتیں ✣

مفسرین نے اس آیت کے عجیب معنے کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جو مرد و عورت تعلق کرتے ہوئے دُعا نہیں کرتے۔ اس کی عورت کے ساتھ جن لگ جاتا ہے۔ جو عورت سے زنا کرتا ہے۔ پھر بعض نے اس پر بحث کی۔ کہ یہ ممکن بھی ہے یا نہیں۔ اس پر یہ لکھا ہے کہ نہ صرف یہ ممکن ہے بلکہ تاریخ سے ایسے واقعات ثابت ہیں۔ یہ تمام نقص اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں سوچا۔ کہ قرآن کریم میں استعارات ہیں۔ ان استعارات کے لحاظ سے معنے کرنے چاہئیں۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ — پس تم کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

کَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ○ — گویا وہ عورتیں یاقوت و مرجان ہوں گی ✣

یَاقُوْتُ ظاہری خوبیوں میں مشہور ہے اور مَرْجَانُ باطنی خوبیوں کے لحاظ سے کئی امراض کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ مطلب ہے۔ کہ وہ عورتیں ظاہری اور باطنی خوبیوں میں اعلیٰ درجہ کی ہوں گی ✣

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ — پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ — احسان کا بدلہ احسان ہی ہے یعنی کس طرح ممکن تھا۔ کہ خدا عورتوں کے احسان کا بدلہ نہ دیتا۔ اور ان کی محنت کو ضائع کر دیتا ✣

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ — پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ○ — ان کے علاوہ اور بھی جنتیں ہیں۔ جو اسی دنیا میں مومنوں کو ملتی ہیں ✣

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ — پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

مُدْهَآمَّتٰنِ ○ — وہ جنتیں نہایت سرسبز و شاداب ہونگی۔ یعنی مسلمانوں کو ایسے سرسبز علاقے ملنے والے ہیں جو کمال سرسبزی کی وجہ سے سیاہی مائل ہوں گے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ایک زمانہ میں دنیا پر حاکم ہوگی۔ کیونکہ اس سورۃ میں اس زمانہ کا ذکر ہے ✣

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ — پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ○ — اُن جنتوں میں دو چشمے ہوں گے جو بڑے زور سے بہ رہے ہوں گے

یعنی اس جماعت کو دنیوی ترقیات کے لئے بھی کوششیں کرنی پڑیں گی۔ اور روحانی ترقیات کے لئے بھی بڑی بڑی قربانیاں کرنی پڑیں گی ✣

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ — پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے۔

فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ○ — ان میں پھل اور کھجوریں اور انار ہونگے۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ — پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کروگے

فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ ○ — ان میں نیک اور خوبیوں والی عورتیں ہونگی۔ یعنی اس جماعت احمدیہ میں مردوں کی طرح عورتیں بھی نیکی میں حصہ لینے والی ہونگی۔ ان عورتوں کو ظاہری اور اخلاقی حُسن ملے گا۔ یہاں یہ مُراد نہیں۔ کہ اُخروی جنتوں میں ایسی عورتیں ہونگی۔ کیونکہ اُخروی جنتوں میں تو نیک ہی عورتیں ہونگی۔ پھر اس بات کے ذکر کا کیا فائدہ۔ یہاں وہ عورتیں مراد ہیں جو اس دنیا میں مردوں کے ساتھ نیک اعمال میں شریک ہونگی ✣

(اشتہار زیر دفعہ ۵ ۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ)

بعدالت جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سب جج چہارم شاہ پور

دعویٰ دیوانی نمبر ۳ دی جی حر

فرم ٹھاکرداس لکھمی داس وارتھ چک موٹے ۔ بذریعہ ٹھاکرداس ولد حکم چند ساکن چک موٹے ۔

بنام

مرزا ولد صالحوں ہٹار ماں نکا چک نمبر ۵ رکھ ساہنو تحصیل بھالیہ

یادعویٰ ۱۳۰/-

بنام

مرزا ولد مصلوں ہٹار ماں نکا چک نمبر ۵ رکھ ساہنو تحصیل بھالیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ مرزا مذکورہ تعمیل سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے ۔ اور روپوش ہے ۔ اسلئے اشتہار ہذا بنام مذکور جاری کیا جاتا ہے ۔ کہ اگر مرزا مذکور تاریخ ۱۰/۲۴ ماہ ۱۳ ۱۹۲۷ء کو بمقام صدر شاہ پور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا ۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی ۔

آج بتاریخ ۸/۲۷ ۲۶ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

ہندوستان کی خبریں

——لدھیانہ ۲۹ راگست ۔ مولوی حبیب الرحمٰن کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ یا تو پانچ پانچ ہزار روپے کی دو ضمانتیں داخل کریں۔ یا ایک سال قید رہیں۔ مولوی صاحب نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ اسپر جیل بھیج دئے گئے۔

——الہ آباد ۔ ۳۰ راگست ۔ بیلی بھیت کے بابو بہادر سنگھ رائے بہادر رکن لوکل بورڈ آنریری مجسٹریٹ کو ۲۷ راگست کی شام کو بازار میں کسی نے گولی چلا کر ہلاک کر دیا۔ مجرم تا حال گرفتار نہیں ہوا۔

——سنڈے ٹائمز لاہور رقمطراز ہے۔ کہ سر میلکم ہیلی گورنر پنجاب سول سروس کے نمائندہ کی حیثیت سے شاہی ہیئت اصلاحات کے رکن مقرر ہوں گے۔ اور سر جیفری ڈی مونٹ مورنسی آپکی جگہ گورنر پنجاب کے فرائض ادا کریں گے۔

——شملہ ۲۹ راگست ۔ کل ہندو مہا سبھا کی مجلس عاملہ کا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر مونجی انعقاد پذیر ہوا۔ جس میں اس اعلان پر اظہار اطمینان کیا گیا۔ کہ قبیلہ شنواری کے ممتاز اور سربرآوردہ اصحاب نے حکومت کو اس امر کا یقین دلایا ہے۔ کہ سرحد کے ہندو اور سکھ اپنے آبائی وطن کو واپس چلے جائیں۔ اور انہیں ان کی املاک واپس مل جائیں گی۔

——مہا سبھا کی مجلس عاملہ اخبار "لائٹ" کے بعض مضامین پر جو حال ہی میں اشاعت پذیر ہوئے ہیں۔ غور کر رہی ہے۔ کیونکہ اس کی رائے میں ان مضامین میں مسلمانوں کو تشدد اور قتل پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔ کمیٹی نے ہندوؤں کی اقتصادی مقاطعہ کے مسئلہ پر بھی غور کیا۔ جس کی تنظیم بہت سے مقامات میں باقاعدہ طور پر کی گئی ہے۔

——امرتسر ۔ ۳۱ راگست ۔ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۸۸ کے ماتحت ان احکام کی خلاف ورزی کے جرم میں جو صاحب موصوف کی طرف سے زیر دفعہ ۱۴۴ جاری کئے گئے تھے۔ رتن سنگھ آزاد مدیر مقامی اردو ہفتہ وار اخبار "ملنگ" کی گرفتاری کا حکم صادر کیا ہے۔

——پشاور ۔ ۲۹ راگست ۔ ۲۶ راگست کو جہیے کے روز پشاور میں دو کتوں اور ایک کتیا کو میونسپل کمیٹی کی طرف سے زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ ان میں سے ایک ذرا تکلیف میں تھا۔ اتفاق سے وہاں ایک ہندو کا گذر ہوا۔ وہ ان کو دیکھ کر کہنے لگا کہ دونوں امام صاحب تو شہید ہو گئے ہیں۔ اور بیوی صاحبہ تڑپ رہی ہیں۔ مسلمانوں نے جو وہاں جمع ہو رہے تھے اسے پولیس کے حوالے کیا۔ پولیس نے آج ۲۹ راگست کو اس کا چالان کر دیا ہے۔ ہندو اس کیلئے بہت [illegible]

——حیدر آباد ریاست کی سول سروس کے امتحان میں جو طلبا پاس ہوئے۔ اور ملازمت کے لئے منتخب ہوئے۔ ان کی تعداد ۳۴ ہے۔

——لکھنؤ ۔ ۲۸ راگست ۔ کل شہر بریلی میں ایک مسجد کے قریب سے ہندوؤں کا جلوس گزر رہا تھا۔ کہ دفعتاً ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین فساد ہو گیا۔ پولیس کو مجبوراً گولی چلانا پڑی۔ تین آدمی مقتول اور متعدد مجروح ہوئے۔

——الہ آباد ۳۱ راگست ۔ کمشنر الہ آباد نے کانپور کے فرقہ وارانہ فساد کے متعلق سرکاری بیان شائع کیا ہے جس کے دوران میں کمشنر موصوف فرماتے ہیں۔ اتوار کی شام کو تقریباً ۹ بجے دو طلباء سنگھم لال مندر واقعہ چپائی محلہ کے قریب نلکہ پر پانی پی رہے تھے۔ کہ دو مسلمان آئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ ہم ہاتھ دھونا چاہتے ہیں۔ اس پر تنازعہ شروع ہو گیا۔ اسکول کے ایک مدرس نے مداخلت کی۔ جس کو چھری ماری گئی۔ تھوڑی دیر بعد چند ایک مسلمانوں نے سنگھم لال کے مندر پر اینٹیں پھینکیں جس سے شیشے کے گلوب اور جھاڑوں کو نقصان پہونچا۔ مندر میں ہندوؤں کی کثیر تعداد جمع تھی۔ لیکن اس وقت کوئی ناگوار حادثہ وقوع پذیر نہیں ہوا۔ دوشنبہ کی صبح کو تقریباً ڈیڑھ بجے کلکٹر کو اطلاع دی گئی۔ کہ چند ایک ہندو مولوی گنج میں گشت لگا رہے ہیں۔ اور خشت باری ہو رہی ہے۔ پولیس کے پہرہ دار فوراً روانہ کئے گئے۔ اور معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ خشت باری کے دوران میں چند ہندو قریب کی ایک چھوٹی سی مسجد کے دروازوں کو توڑ کر اندر گھس گئے۔ اور دو مسلمان لڑکوں کو زدو کوب کیا۔ جو مسجد کے باہر بیٹھے تھے۔ ۱۰ بجے صبح کے وقت شہر کے مختلف حصوں میں اکے دکے اشخاص پر حملہ کی وارداتیں شروع ہو گئیں۔ دوپہر کے بعد مسلح موٹر گاڑیاں اور ایسکس رجمنٹ کی دو کمپنیاں بلائی گئیں۔ اس وقت تک صرف ایک مسلمان کے مرنے کی اطلاع ملی ہے۔ ۱۲ مسلمانوں کو بغرض علاج ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ ۵۰ سے زائد ہندو زخمی ہوئے ہیں۔

——لاہور ۔ ۳۱ راگست ۔ "مقدمہ ورتمان" کے مجرموں نے عدالت عالیہ سے درخواست کی تھی۔ کہ جیل کے اندر ان کے ساتھ خاص قیدیوں کا سا سلوک کیا جائے۔ مسٹر جسٹس براڈوے نے ان کی درخواست نامنظور کی۔ وہ معمولی قیدیوں میں شمار ہوں گے۔

——آج اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کے جواب میں دوزیر داخلہ نے بیان کیا۔ کہ خواجہ حسن نظامی نے آریہ صاحبوں کے برخلاف جو مضامین لکھے۔ ان کے متعلق عام طور پر سمجھا جاتا [illegible] [illegible]

حسن نظامی دہلی کی خفیہ پولیس میں کبھی ملازم نہیں رہے۔ اور نہ ہیں۔ حکومت کے پاس یہ فرض کرنے کیلئے بھی کوئی وجہ موجود نہیں کہ وہ کسی دوسرے صوبہ کی خفیہ پولیس میں ملازم رہے ہیں۔

——دہلی ۔ ۲۹ راگست ۔ کل آریہ سماج چاوڑی بازار دہلی کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے سوامی چدانند جنرل سیکرٹری آل انڈیا شدھی سبھا نے کہا۔ کہ قرآن تمام جھگڑوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ اسمیں تمام غیر مسلموں کو کافر کہتے ہوئے واجب القتل کہا گیا ہے۔ جب تک قرآن کی تعلیم رہیگی۔ فسادات ہوتے رہیں گے۔

——امرتسر سے دو میل کے فاصلہ پر موضع گنڈا سنگھ والا میں دیانند سنسکرت عربی مہا ودیالہ امرتسر کا افتتاح مہاتما ہنسراج نے کیا۔

——شملہ ۔ ۲۹ راگست لیجس لیٹو اسمبلی اور اسٹیٹ کونسل کے مشترکہ اجلاس میں ہز اکسلنسی وائسرائے نے موجودہ فرقہ وار کشمکش کے المناک نتائج کے متعلق ایک مؤثر اور نتیجہ خیز تقریر کی جسمیں ہز اکسلنسی نے گذشتہ سترہ ماہ کے عرصہ میں جب سے کہ آپ ہندوستان میں تشریف لائے ہیں۔ فرقہ وار کشمکش کی ہولناک تباہی اور خونریز نتائج کا ذکر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ ہندوستان کی ترقی پر فرقہ وار فسادات کا اثر کس قدر مضر پڑ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے حالات میں پولیٹیکل سلف گورنمنٹ محض ایک خالی نام ہے۔ آپ نے اس امر پر مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ کہ ایک سال ہوا میں نے ہندوستان کی بہتری کے لئے اقوام ہند سے اپیل کی تھی۔ مگر میری امیدیں بر نہ آئیں۔ میں ایک مرتبہ پھر ہندوستان کو بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔ لیکن اس معاملہ میں ہر شخص کو اپنا دل ٹٹولنا چاہیئے۔ اور خود ہی اس سوال کا جواب دینا چاہیئے۔ کہ آیا وہ درحقیقت امن کا طلبگار ہے +

——دہلی ۔ ۲۷ راگست ۔ مسٹر پی ۔ ایل آرڈ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی نے ایڈیٹر روزنامہ "تیج" دہلی کے نام حسب ذیل مکتوب روانہ کیا ہے:-

"تیج کی کسی قریبی اشاعت میں آپ نے بیان کیا ہے کہ سوامی شردھانند کا قتل ایک زبردست اور منظم سازش کا نتیجہ تھا۔ اور پولیس کے حکام کی خدمتیں اس سازش کے ثبوت میں کاغذات پیش کئے گئے تھے۔ لیکن حکومت نے ان سازش کرنے والوں کو کوئی سزا نہیں دی۔ یہ بیان قطعاً غلط ہے۔ کہ جن تحریرات کا حوالہ آپ دیتے ہیں ان کی بنا پر یہ شک کیا جا سکتا ہے۔ کہ سوامی شردھانند کے قتل کے متعلق کوئی منظم سازش کی گئی تھی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ میں اس مسئلہ کے متعلق خط و کتابت کی اشتہار کر رہا ہوں۔ لیکن [illegible] [illegible]